۲- قاتلوا فی سبیل اللہ — جنگ کرو خدا کی راہ میں۔

۳- ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفٰسقون.... ھم الظلمون..... ھم الکفرون۔ — جو لوگ خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں دیتے وہ فاسق ہیں.... ظالم ہیں..... کافر ہیں۔

اب ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اسے مدرسہ میں رہنا چاہیے یا علیحدگی اختیار کرنا چاہیے؟

جواب:۔ آپ جس طرح سوال کر رہے ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے کہ صورت واقعہ اس سے مختلف ہے اور آپ اسے معصوم شکل دے کر استفتاء کر رہے ہیں۔

تبلیغ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ موقع و محل کو دیکھے بغیر آدمی شدت کے ساتھ وہ باتیں کہنی شروع کر دے جن کا تحمل ابتدائی مرحلوں میں بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ جہاں لوگ توحید و رسالت اور آخرت کے ابتدائی تصور تک سے بیگانہ ہو کر رہ گئے ہوں وہاں یکایک ان چیزوں کا نہ صرف پورا تصور بلکہ ان کے انتہائی مقتضیات پیش کر دینا اور اس پر اتنا اصرار کرنا کہ لوگوں میں چڑ پیدا ہو جائے، تبلیغ کی حکمت کے خلاف ہے۔

اگر آپ کو یا آپ کے زیر اثر کسی شخص کو کسی وکیل یا جج کے ہاں بچوں کو پڑھانے کا اتفاق ہوا ہے تو آپ نے اس کے بچوں کو چن چن کر وہی چند آیتیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے یاد کرا کر اسے مجبور کیا ہے کہ وہ قرآن کے مقابلہ میں آ کر کھڑا ہو یا پھر اپنے بچوں کی نگاہ میں کافر قرار پائے اس طریق کے بجائے اگر آپ بتدریج ان بچوں کو اسلامی عقائد کے مبادی سے، پھر ان کی تفصیلات سے، پھر ان کے انتہائی مقتضیات سے آگاہ کرتے اور ساتھ ساتھ قرآن مجید میں ان چیزوں کی تشریح کرتے جاتے تو کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ کب آپ نے ان بچوں کے ذہن کو تبدیل کر دیا اور بغیر کسی مزاحمت کے آپ ان بچوں کو مکمل طور پر اس طرح تبدیل کر دیتے کہ پھر ان کے والدین کے بس میں یہ نہ رہتا کہ ان کے ذہن سے ان عقائد کو نکال سکیں۔ مگر آپ نے قبل از وقت ان کو نوٹس دے کر گویا یہ موقع دیدیا کہ وہ اپنے بچوں کو آپ کے اثر سے نکال لیں اور انہیں کسی ایسے استاد کے حوالے کر دیں جو یا تو انہیں بے دین بنا۔۔۔ مذہب کا وہ تصور ان کے ذہن میں بٹھا دے جس کی رو سے "خدا اور قیصر" دونوں کے حقوق بیک وقت بے کھٹکے برابر ادا کیے جا سکتے ہیں۔

عید میلاد کے جلسے

سوال:۔ ہمارے ہاں عید میلاد کی تقریب پر جلسہ ہو رہا ہے۔ کیا اس میں شریک ہونا جماعت اسلامی کے نصب العین میں شامل ہے؟ اگر ہے تو میں شرکت کروں ورنہ نہ کروں۔

جواب:۔ میرے نزدیک میلاد یا سیرت کے یہ جلسے جو ربیع الاول کے موسم میں ہوتے ہیں، مسلمانوں کے ان تفریحی مشاغل میں شامل ہو گئے ہیں جن سے مقصود بجز اپنے نفس کو یہ فریب دینے کے اور کچھ نہیں ہے کہ خدا اور رسول کا جو حق ہے وہ اسے بس اس طرح ادا کیے دے رہے ہیں اور ایسی ہی کچھ ذہنیت ان کے دوسرے مذہبی جلسوں کی بھی ہو کر رہ گئی ہے۔ اس لیے میں اس قسم کے جلسوں میں شرکت کو نہ صرف یہ کہ غیر مفید سمجھتا ہوں بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم مسلمانوں کی اس پرانی بیماری کو قوت پہنچانے کے مجرم نہ ہو جائیں۔ ہمارے پیش نظر جو اصلاحی کام ہے اس کے لیے ہم نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا خوب اچھی طرح جائزہ لے کر ایک پروگرام تجویز کر لیا ہے اور اس پروگرام سے تمام قومی اور مذہبی جلسوں کی شرکت خارج ہے۔

ہم عوام کو خطاب ضرور کرنا چاہتے ہیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ دینی اصلاح کی آواز خدا کے زیادہ سے زیادہ بندوں تک پہنچے